مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

مسلمانوں پر ایک نظر اور قلب پر تین اثر

عیدالفطر کے مجمع سے خطاب

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی

اس وقت کہیں مسلمانوں کی بستی کو، اور ایک جگہ ان کا کوئی مجمع دیکھ کر دل پر تین قسم کے نہایت مختلف اثر ہوتے ہیں۔

۱۔ مسرت ۔ ۲۔ حیرت ۔ ۳۔ حسرت

مسرت اس کی کہ الحمد للہ! ایک وقت تھا کہ روئے زمین پر کلمہ گو انگلیوں پر گنے جاتے تھے اور یہ وہ تھے جو ساری دنیا کی اصلاح کو نکلے تھے اور پوری امت کہلاتے ہیں۔

كنتم خير امة اخرجت للناس	تم ہو بہتر سب امتوں سے جو بھیجی گئیں عالم میں
تامرون بالمعروف وتنهون	اچھے کاموں کا حکم کرتے ہو اور برے کاموں سے
عن المنكر وتؤمنون بالله ٥ (آل عمران)	روکتے ہو اور اللہ پر ایمان لاتے ہو۔

اور جن کو قریبی زمانہ میں زمین کا نقشہ اور قوموں کی تقدیریں بدلنی تھیں۔ اور جنہوں نے اس تعداد پر خشکی اور تری سے دشمنی مول لے لی تھی۔

مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے تین مرتبہ مسلمانوں کو شمار کیا گیا۔ پہلی مردم شماری میں مسلمانوں کی تعداد ۵۰۰ دوسری میں ۶۰۰) اور ۷۰۰ کے درمیان تھی۔ اور تیسری مرتبہ شمار میں مسلمان ڈیڑھ ہزار تھے۔ تو پھر اس تعداد پر مسلمانوں نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا اور اطمینان کی سانس لی۔ کہ اب ہم ڈیڑھ ہزار ہو گئے ہیں۔ اب ہمیں کیا ڈر ہے؟ ہم نے تو وہ زمانہ دیکھا ہے جب ہم اکیلے نماز پڑھتے تھے اور پھر بھی ہر طرف سے دشمنوں کا کھٹکا لگا رہتا تھا۔

بہر حال شکر کا مقام ہے اور اللہ کا احسان ہے اور یہ احسان اس نے ایک جگہ جتایا ہے۔

واذكروا اذ انتم قليل مستضعفون	اور یاد کرو جس وقت تم تھوڑے تھے مغلوب
في الارض تخافون ان يتخطفكم	پڑے ہوئے ملک میں ڈرتے تھے کہ اچک لیں تم

الناس فاواکم وایدکم بنصرہ ورزقکم من الطیبت لعلکم تشکرون (الانفال ۲۶)

تم کو لوگ پھر اس نے تم کو ٹھکانا دیا اور قوت دی تم کو اپنی مدد سے اور عطا کیں تم کو پاک چیزیں تاکہ تم شکر کرو

ایک نبی نے اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کا یہ احسان اس طرح یاد دلایا۔

واذکروا اذ کنتم قلیلا فکثرکم

اور یاد کرو جب تم تھوڑے سے تھے۔ تو تمہیں زیادہ کر دیا۔

آج صرف ایک جگہ اسلام کے مرکز سے ہزاروں میل دور مسلمان کہلانے والوں کی اتنی صورتیں نظر آسکتی ہیں جن سے بہت کم کو دیکھنے کے لئے آنکھیں ترستی تھیں اور خواب میں بھی نظر نہیں آتی تھیں اور ان کے زرق برق لباس اور بیش قیمت پوشاک کی وجہ سے نظر نہیں ٹھہرتی۔

ایک وہ وقت تھا کہ مکہ کا نازوں کا پلا امیرزادہ مصعب بن عمیر کہ وہ جس وقت مکہ کی گلیوں میں نکلتا تھا تو دو دو سو روپیہ سے کم کی پوشاک جسم پر نہ ہوتی تھی اور آگے پیچھے غلام ہوتے تھے۔ اور جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت ہی محبت تھی۔ اور جس کے ہاتھ میں جنگ احد میں مسلمانوں کا جھنڈا تھا جب احد میں شہید ہوتا ہے تو اس کے ترکہ میں اور مسلمانوں کے پاس اتنا نہیں ہوتا کہ اس کو فراغت سے کفن دے سکیں، صرف ایک کمبل ہوتا ہے کہ جب اس سے سر چھپاتے ہیں تو پیر کھل جاتے ہیں اور پیر چھپاتے ہیں تو سر کھل جاتا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ سر چھپاؤ اور پیر پہ گھاس ڈال دو۔

حیرت۔ اور ایسی حیرت ہے کہ عقل کام نہیں کرتی اور سکتہ طاری ہو جاتا ہے کہ ان شتربانوں اور خانہ بدوشوں کی کیا کایا پلٹ ہوئی کہ پلک جھپکاتے ہی شتربان سے جہاں بان بن گئے۔ قیصر و کسریٰ کے تاج پیروں سے روندے زمین کا جغرافیہ بدل دیا۔ دنیا کی تاریخ بدل دی۔ دنیا بدل دی۔ پھر دیکھتے دیکھتے ایسی کایا پلٹ ہوئی کہ جہاں سے چلے تھے اس سے بھی پیچھے ہٹ گئے۔ وہ کیا چیز تھی جو آئی اور گئی۔ حیرت اس کی ہے کہ جب وہ مٹھی بھر تھے، ایک گھر بھی نہیں تھے تو بحر و بر پر چھائے ہوئے تھے۔ ہوا کی طرح کوئی جگہ ان سے خالی نہیں تھی اور جب مور و ملخ کی طرح ہوئے تو ان کا نشان نہیں ملتا۔ سب سے بڑھ کر حیرت اس کی ہے کہ وہ بھی زیادہ سے زیادہ مسلمان کہلاتے تھے اور یہ بھی کم سے کم مسلمان کہلاتے ہیں۔ حیرت ہے کہ کیا یہ مجمع جو دنیا میں سب سے زیادہ بے فکر و مطمئن نظر آتا ہے۔ فکر و تردد اس سے کوسوں دور معلوم معلوم ہوتا ہے جس کو بظاہر دنیا کے ہر کام سے فراغت ہو چکی ہے۔ یہی حقیقتاً دنیا کی سب سے بڑی گراں بار، ذمہ دار اور مصروف قوم ہے جو روئے زمین سے برائی اور بداخلاقی دور کرنے اور گناہ اور ظلم مٹانے کے لئے نیکی کی اشاعت مظلوموں کی حمایت، امن کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہے۔ کیا یہ اپنا کام ختم کر چکے۔ کیا دنیا سے برائیاں اور بداخلاقیاں

دور ہو چکیں ۔ کیا اب کسی پر اور خود اس پر ظلم نہیں ہوتا ۔ کیا جن کے چہروں پر فاتحانہ مسرت ، لبوں پہ کامرانی کی مسکراہٹ آنکھوں میں شادمانی کی چمک ہے ۔ دنیا کی وہی سب سے بڑی مصیبت زدہ اور بدبخت قوم ہے جس پر روز بروز زمین تنگ ہوتی جارہی ہے اور جس کے وہ ملک ہاتھ سے نکل گئے جو دل کے ٹکڑوں اور اولاد سے بڑھ کر تھے ۔ جن کے ایک بالشت کی قیمت مسلمانوں نے خالدؓ اور ابوعبیدہؓ ۔ سعدؓ و معاذؓ ۔ طارق و محمد بن قاسم ، نورالدین و صلاح الدین کی جان اور خون سے ادا کی تھی جن میں سے ہر ایک اس وقت کے کل مسلمانوں سے زیادہ قیمتی ہے

کاش کہ اُن میں کا ایک ہی ہوتا ۔ اور ان میں کا ایک بھی نہ ہوتا ۔

کیا وہ یہی قوم ہے جن کی عزتیں ، جن کی آبرو ، جن کے نبی کا ناموس اور جن کے شعائر دینی کسی وقت محفوظ نہیں ۔ اور جن کی زندگی اور موت جن کے قلب اور دماغ اور جن کی اولاد بھی دوسروں کے ہاتھوں میں رہ چکی ہو ؟

کیا یہ وجیہہ چہرے ، یہ شاندار و باوقار صورتیں ۔ یہ بارعب جسم وہی ہیں جو تجربہ کار دشمن و دوست کی نظر میں حقیر ، بے وقار و بے رعب ہیں ۔

واذا رایتھم تعجبک اجسامھم	اور جب تم ان کو دیکھو گے ان کے جسم بڑے
و ان یقولوا تسمع لقولھم	بھلے معلوم ہوں گے اور جب یہ کچھ کہنے لگیں
کانھم خشب مسندۃ ط	گے تو تم کان لگا کر سننے لگو گے ۔ لیکن ان کی
یحسبون کل صیحۃ علیھم	حقیقت کیا ہے گویا کہ یہ ٹیک لگائی ہوئی
(المنافقون)	لکڑیاں ہیں ہر ایک آواز کو اپنے خلاف ہی
	سمجھتے ہیں ۔

اور یہ جو کاندھے سے کاندھا ملائے پہلو بہ پہلو کھڑے ہیں ۔ یہاں اور یہاں سے باہر عدالتوں میں اور عدالتوں سے باہر دشمنوں کی طرح لڑ چکے ہیں اور لڑتے رہتے ہیں ۔ یہ کاندھے سے کاندھا پہلو سے پہلو ملائے ہوئے ہیں لیکن ان کے دل الگ الگ ہیں ۔

تحسبھم جمیعًا و قلوبھم شتّٰی	تم ان کو اکٹھا سمجھتے ہو حالانکہ ان کے دل
(حشر ۱۴)	علیحدہ ہیں ۔

کیا وہ قوم قیامت تک بھی کبھی مسرور و مطمئن ہو سکتی ہے جس کی تاریخ میں ایک مرتبہ بھی اسپین کا واقعہ ہو چکا ہو اور جس کے بعض اور دوسرے ممالک بھی اسپین بن چکے ہیں ۔

کیا وہ قوم اطمینان کی سانس لے سکتی ہے جو اپنے نبی کی وصیت اخرجوا الیھود و النصاریٰ من جزیرۃ العرب یہودیوں اور عیسائیوں کو جزیرہ عرب سے نکال دو پوری نہ کر سکتی ہو ۔

کیا وہ قوم جس کے اوقاف واملاک مساجد اور مآثر ومشاہد خانقاہوں اور دوسری دینی اور قومی یادگاروں پر دوسروں کا قبضہ ہو اپنے کو کچھ بااختیار سمجھ سکتی ہے۔

حسرت۔ جتنا علم ہوتا جاتا ہے اتنے ہی آنکھوں سے پردے اٹھتے جاتے ہیں اور دل کی حالت بدلتی جاتی ہے اکثر اطمینان کی بجائے حیرت اور مسرت کے بجائے حسرت ہوتی ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

لو تعلمون ما اعلم لضحکتم قلیلا	اگر تم وہ جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑے
ولبکیتم کثیراً	ہنستے اور زیادہ روتے۔

آپ جب دیکھتے ہیں کہ ایک ضعیف پیرمرد کے جوان جوان توانا تندرست بیٹے اور پوتے ہیں تو آپ سمجھتے ہیں کہ یہ بڑھاپے میں اس کا سہارا اور آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں ان کو دیکھ کر اس کا دل باغ باغ ہو جاتا ہو گا کہ جو باغ میں نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا وہ میری زندگی میں پھل پھول رہا ہے۔ ایسے اقبال مند تھوڑے ہوتے ہیں۔ اس کی مٹی ٹھکانے لگے گی۔ مگر جب وہ پیرمرد ان کو دیکھتا ہے تو دل پکڑ کر رہ جاتا ہے کہ ان میں سے ایک بھی مرتے ہوئے میرے حلق میں پانی ٹپکانے کا روادار نہیں۔ وہ کہتا ہے کہ کاش یہ نہ ہوتے تو یہ حسرت تو نہ ہوتی کہ ہو کے بھی میرے نہیں۔

یہی حالت اس وقت ہماری ہے اسلام جب اپنی اولاد پر نظر ڈالتا ہے تو کہتا ہے۔ بہت ہیں اگر کام کے ہوتے تو ان سے بہت کم بھی کافی تھے۔ یہ سب میرے ہی نام سے پکارے جاتے ہیں اور میرے ہی کہلاتے ہیں۔ لیکن ان میں سے میرے کام کے تھوڑے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے۔ عیب چھپے ہوئے ہیں۔ اگر یہ پردہ اٹھ جائے تو آنکھیں دیکھیں کہ کمزوریوں کا، نقائص کا، عیوب کا اور گناہوں کا بازار اور میلہ لگا ہوا ہے اور ان زرق برق لباسوں میں بہت جانور اور درندے ہیں۔

لیکن اگر ہماری آنکھوں پر پردہ پڑا ہوا ہے تو عالم الغیب تو دیکھ رہا ہے وہ صورتیں نہیں دیکھتا، نام نہیں پوچھتا۔ وہ دل اور عمل دیکھتا ہے۔

ان اللہ لا ینظر الی صورکم واموالکم	اللہ تمہاری صورتیں اور تمہارے مال نہیں
ولکن ینظر الی قلوبکم واعمالکم	دیکھتا بلکہ تمہارے دل اور تمہارے اعمال دیکھتا

وہ دیکھ رہا ہے کہ یہ انسان نہیں انسانوں کا کوڑا کرکٹ ہیں جن میں دانے اور کام کے موتی بہت تھوڑے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ تم پر قومیں اس طرح اکٹھا ہو جائیں گی جس طرح کھانے والے لگن پر۔ لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ ہماری تعداد کی کمی کی وجہ سے۔ فرمایا نہیں۔ تم بہت ہو گے لیکن تمہارا رعب ان کے دلوں سے اٹھ جائے گا۔ تم سیلاب کے کوڑے کرکٹ کی طرح ہو جاؤ گے۔

یہ تو اللہ دیکھتا ہے لیکن ہم جو کچھ دیکھتے ہیں وہ یہ ہے کہ:

۱۔ ان میں سے بیسیوں وہ لوگ ہیں جو کلمہ کے معنی نہیں جانتے اور شرک و توحید و رسالت کے متعلق سرے سے ان کا کوئی عقیدہ ہی نہیں۔ ایسے بھی ہیں جن کو کلمہ بھی یاد نہیں ایسے کثرت سے ہیں جن کے دل میں توحید پوری طرح سے نہیں اتری نہ شرک سے ان کو کوئی نفرت ہے ایسے بھی کچھ کم نہیں کہ قرآن مجید کے مطابق صریح شرک و بت پرستی میں مبتلا ہیں۔

۲۔ ایسے سینکڑوں ہیں جو اسلام کو بالکل نہیں سمجھتے نہ کبھی سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو اسلام یا اسلامی نام گھر کے سامان اور روایات کے ساتھ باپ دادا کے ترکہ میں ملا ہے اس کے متعلق ان کو اور کوئی علم نہیں وہ نہیں جانتے اللہ ان سے کیا چاہتا ہے۔ اسلام کے کیا حقوق اور شرائط ہیں۔ اسلام نے ان کی زندگی میں کوئی درستی کا فرق کیا یا نہیں۔

۳۔ ایسے بہت ہیں جن کی زندگی اور موت کسی طرح اسلامی نہیں اور ان کے رسم و رواج، شادی غمی، تمدن و معاشرت، وضع قطع، نشست و برخاست، معاملات و تعلقات کسی سے بھی کوئی ان کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا۔

۴۔ ایسے اکثر ہیں جو کسی معنی میں اسلام اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے مفید نہیں اور ان کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔

۵۔ ایسے بہت ہیں کہ ان سے اسلام کے نام اور اس کی شہرت و عزت و کامیابی کو نقصان پہنچ رہا ہے ان کو دیکھ کر اور ان کے ساتھ رہ کر لوگ اسلام سے بدعقیدہ اور کبھی مرتد ہو جاتے ہیں۔

۶۔ بہت سے ایسے ہیں جن کو اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کے لئے اسلامی شعائر اور مقامات مقدسہ کی بے حرمتی کے لئے مفت اور بہت تھوڑی قیمت پر ہر وقت استعمال کیا جا سکتا ہے۔

۷۔ ایسے بہت زیادہ ہیں جن کو اسلام کے ساتھ کوئی محبت و ہمدردی نہیں ان کو ان کی مشکلات و ضرورت کا کوئی غم نہیں وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ مسلمان کہاں کہاں بستے ہیں اور وہ ان کے لئے کیا کر سکتے ہیں۔

۸۔ ایسے بھی ہیں جو مسلمانوں کو حقیر سمجھتے ہیں مسلمان کہلانے سے شرماتے ہیں اور مذہب پر ہنستے ہیں۔

۹۔ ایسے بہت ہیں جو اپنی اور مسلمانوں کی حالت پر قانع ہیں انہیں اسلام اور مسلمانوں کی عزت اور ترقی دیکھنے کا کبھی کوئی شوق اور ارمان نہیں ہوتا اور نہ ذلت سے کوئی تکلیف ہوتی ہے ان کو یہ چیز کوئی غیر معمولی نہیں معلوم ہوتی۔ بہت ایسے ہیں کہ خود اپنی نظر میں ان کی کوئی عزت نہیں وہ اپنی قیمت نہیں جانتے۔ اپنی تاریخ اپنے ماضی اپنے اسلاف اور بزرگوں سے بالکل ناواقف ہیں۔ وہ کسی وقت ان پر فخر اور اپنے اسلام پر شکر نہیں کرتے اور نہ ان کو ان کی پیروی کا شوق اور نہ کھوئی ہوئی چیزوں کا افسوس۔ ان کے سامنے اسلام کا کوئی اصلی نمونہ اور اس کا کوئی بلند تخیل نہیں اس لئے سست دل اور مایوس ہیں۔

۱۰۔ اکثر ایسے ہیں جو محض دیکھا دیکھی اور رسمی مسلمان ہیں اس لئے نہ ان کو اسلام کا علم ہے اور نہ اس پر فخر و شکر ہے نہ اس میں ان کو کوئی لطف ہے اور نہ ان کے اخلاق و اعمال پر اس کا نور و برکت و اثر ہے۔

بنا بریں کہ ایسے مجمع کو دیکھ کر کیا خوشی ہو حقیقت یہ ہے آج کل جہاں مسلمان جمع ہو جائیں وہاں عقائد و مذہب کا عجائب خانہ دینی اور روحانی امراض کا بیمارخانہ، عیوب کا بازار لگ جاتا ہے مگر ع

یہ رونے کی جا ہے تماشہ نہیں ہے

عبرت۔ اب مسرت و حیرت و حسرت کے بعد عبرت ہی کا درجہ ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اس درجہ کو بھی طے کر لیں۔

انّ فی ذٰلک لعبرۃ لاولی الابصار

آئیے ہم اپنا مقابلہ اسلام کے پہلے نمونوں سے کریں۔

۱۔ صحابہؓ گنتی کے تھے اور تمام دنیا پر بھاری تھے	۱۔ ہم لاتعداد ہیں اور زمین پر بھاری ہو رہے ہیں
۲۔ صحابہؓ بادشاہوں پر سلطنت کرتے تھے۔	۲۔ ہمیں غلاموں اور غلاموں کی غلامی بھی ہزار دقّت سے نصیب ہوتی ہے۔
۳۔ صحابہؓ کچھ نہ تھے اور سب کچھ ہو گئے	۳۔ ہم سب کچھ تھے اور کچھ نہ رہے۔
۴۔ صحابہؓ کی دنیا عزت اور اطمینان سے بسر ہوتی تھی اور آخرت اس سے کہیں بہتر۔	۴۔ ہماری زندگی سخت ذلت فکر و پریشانی سے گذرتی ہے اور آخرت کی بھی بظاہر امید اچھی نہیں

اب ہمیں غور کرنا چاہیئے کہ یہ کس چیز کی نحوست اور وہ کس چیز کی برکت تھی صحابہؓ کے پاس کونسا کیمیا کا نسخہ تھا کیا کرامت تھی۔ ان کی زندگی میں بیٹھے بیٹھے انقلاب ہوا جس نے دنیا میں انقلاب کر دیا۔ ان کی پوری زندگی کا بغور مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے سوا کوئی قابل ذکر غیر معمولی واقعہ نہیں ہوا کہ انہوں نے اپنی زندگی و موت، عقل و رائے، دل و دماغ مرضی و اختیار اور اپنی پوری مشین کی کنجی ایک ایسے انسان کے سپرد کر دی تھی جو معصوم تھا۔ خود دنیا کا سب سے بڑا حکیم تھا اور جو خدا کے مشورہ و حکم سے کام کرتا تھا جس سے غلطی ہونی ممکن نہیں اسی کی وحی سے بات کرتا تھا اسی کی روشنی میں چلتا تھا ان ھو الّا وحیٌ یوحیٰ۔ رسول اپنی خواہش سے بات نہیں کرتا اس کی گفتگو محض وحی ہے جو بھیجی جاتی ہے وہی ان کو اٹھاتا تھا، بٹھاتا تھا چلاتا تھا۔ پھراتا تھا۔ جدا کرتا تھا ملاتا تھا۔

بھڑکتی نہ تھی خود بخود آگ ان کی شریعت کے قبضہ میں تھی باگ ان کی

(باقی صفحہ ۳۵ پر ملاحظہ ہو)